زرتشت ، اس کا فلسفہ خیر و شر اور اسلامی تصور توحید (تقابلی مطالعہ)

ڈاکٹر طاہرہ بشارت☆

لفظ زرتشت کی تحقیق:

زرتشت قدیم ایرانی لفظ زردشترا سے بنا ہ جس کے معنی "پادری" "پروہت یا روحانی پیشوا" کے ہیں۔ زرتشت کے ایک اور معنی "شیخ الابل" یعنی اونٹوں والا بوڑھا بھی کہا جاتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا امیریکانا میں اس لفظ کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے:

"Zoroaster religious reformer of ancient persia. Termed Zoratustra in Avesta or premative. Iranian code and in later persian Zardust, its meaning has been variously interpreted one of its roots is undoubtedly "camel". Its modern form Zoroaster was adopted from the Greek and Latin". (1)

مظہر الدین صدیقی "اسلام اور مذاہب عالم" میں لفظ زرتشت کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

"زرتشترا" اور اس کے خسر "فراشاشتر" کے نام کے آخر میں لفظ اشتر آتا ہے جس کے معنی اونٹ کے ہیں۔ اس طرح ان کے سرپرست بادشاہ وشتاسپا اور اس

☆ اسسٹنٹ پروفیسر ، ادارہ علوم اسلامیہ ، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور۔

کے داماد جاماسپ کے آخر میں لفظ اسپ آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت نے ایک ایسے معاشرے میں آنکھ کھولی جس کا زیادہ تر پیشہ گلہ بانی تھا"۔(۲)

انسائیکلوپیڈیا آف بریٹینیکا میں زرتشت اور اس کے آباؤ اجداد کا تعارف اس طرح ملتاہے:

"His father according to the later avesta "Pourushaspa" his mother "Dughdova" his great grandfather "Haecataspa" and the ancester of the whole family "Spitama" for which reason Zarathustra usually bears his "sur-name".(3)

زرتشت کا زمانہ:

زرتشت کے زمانے اور اس کی جائے پیدائش کے بارے میں کافی اختلاف ہے۔ ڈاکٹر عبدالرشید "ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ" میں لکھتے ہیں:

"زرتشت کے زمانے کے بارے میں اختلافات ہیں اور اس سلسلے میں چھ ہزار قبل مسیح سے دو ہزار قبل مسیح تک کی روایات ملتی ہیں۔ جدید تحقیقات کی رو سے اس کا زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح ہے۔ اس اعتبار سے زرتشت مہاویر کے زمانے سے متعلق ہے۔ زرتشت کی ابتدائی زندگی عقیدت مندانہ افسانوں میں گم ہے اور تاریخی اعتبار سے یہ کہانیاں ناقابل یقین ہیں۔ (۴)

رشید احمد "تاریخ مذاہب" میں زرتشت کے زمانے پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایسے زمانے میں جب کہ ایران میں بت پرستی کا دور دورہ تھا اور کثرت پرستی ان کی رگوں میں سرایت کر گئی تھی۔ ایک ایسا مصلح پیدا ہوا جسے دنیا زرتشت کے نام سے پکارتی ہے۔ اس کے زمانے کے تعین میں مؤرخین کا زبردست اختلاف چلا آ رہا ہے۔ فارسی روایات میں اس کا عہد چھٹی صدی قبل مسیح بتایا گیا ہے۔ لیکن قدیم تصانیف میں زرتشت کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے چھ ہزار قبل لکھا ہے۔ دونوں بیانات مبالغہ سے خالی نہیں۔ غالبًا ان کا عہد دو ہزار قبل مسیح ہو گا"۔ (۵)

مظہر الدین صدیقی بھی زرتشت کا زمانہ ساتویں صدی قبل مسیح بتاتے ہیں۔ (٦)

انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا میں ہے :

"Zoraster, The founder of the national religion of the Iranian People from the time of the Achalmenide to close the Susanian period".(7)

دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار کا کہنا ہے :

"زرتشت حضرت مسیح سے غالباً ایک ہزار برس پہلے گزرا ہے۔ زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ تقریباً چھ سو ساٹھ قبل مسیح میں پیدا ہوا ہو گا۔ (٨)

عماد الحسن فاروقی اس کی تاریخ پیدائش اور زمانہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"زرتشت کی پیدائش اور زمانے کے بارے میں محققین کا اختلاف رہا ہے لیکن خود زردشتری روایت میں زرتشت کا جو عہد بتایا جاتا ہے اس کو عام طور پر قرین قیاس سمجھا جانے لگا ہے۔ زرتشتی روایت کی رو سے زرتشت کا زمانہ سکندر یونانی سے دو سو اٹھاون سال قبل تھا۔ سکندر یونانی نے شہنشاہ ایرن کو ٣٣٠ قبل مسیح میں شکست دی۔ اس طرح زرتشت کا زمانہ ٥٨٨ ق م میں رہا ہو گا۔ اب اگر ہم یہ گمان کریں کہ جس وقت زرتشت کو اپنی تحریک میں کامیابی حاصل ہوئی ہو گی اس وقت سے لوگوں نے ان کی اہمیت کو تسلیم کیا ہو گا اور ان کو یاد رکھا ہو گا تو پھر وہ یہ موقع ہو گا جب زرتشت شاہِ خراسان ' وشتاسپ کو اور دربار کے اہم سرداروں کو اپنے مسلک کا پیروکار بنانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ روایتی اعتبار سے زرتشت کی عمر اس وقت تقریباً ٤٠ سال کی تھی اور کیوں کہ ہم کو یہ بتایا جاتا ہے کہ ان کی کل عمر ٧٧ سال کی تھی۔ اس لیے ان کی تاریخ پیدائش ٦٢٨ اور تاریخ وفات ٥٥١ قبل مسیح قرین قیاس ہے"۔ (٩)

جائے پیدائش:

زرتشت کی جائے پیدائش کے بارے میں ڈاکٹر عبدالرشید کا کہنا ہے:

"وہ ایران کے صوبے آذربائیجان میں پیدا ہوئے"۔ (١٠)

مظہر الدین صدیقی اسے مغربی ایران میڈیا (Media) وسط ایشیا کے تورانی علاقے کا باشندہ قرار دیتے ہیں۔ (۱۱)

"رشید احمد" تاریخ مذاہب میں اسے صوبہ آذربائیجان کا باشندہ قرار دیتے ہیں۔ (۱۲)

"زرتشت کے جو حالات اوستا سے اخذ کئے جا سکتے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا دائرہ عمل اور ان کی مذہبی تحریک کی نشوونما خراسان اور شمالی افغانستان کے علاقوں میں ہوئی لیکن زرتشت کے کلام میں موجود بعض اشاروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس علاقے کے باشندے نہ تھے بلکہ مغربی ایران سے اور اغلب خیال یہ ہے کہ وہ رے (Ray) کے مقام سے ہجرت کر کے وہاں پہنچے تھے"۔ (۱۳)

G.F.Moore لکھتے ہیں:

"Credible tradition has not much to tell us about Zoroaster concerning the age in which he lived there is wide diversity but with certain corrections it has been reckoned that Zoroaster was born 660 B.C.(14).

اس طرح زرتشت کی جائے پیدائش کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"About Zoroaster birth place there is not agreement the vicinity of lake urmia in Ader-Begin. While some Greek authors made him Bactarian to Beigon reconcile these conflicting representations it may be supposed that he was native of media. In brief it seems probable that the dectrines suppred west-ward into media and Persia from eastern Iran". (15)

بچپن کے حالات:

رشید احمد "تاریخ مذاہب" میں زرتشت کے بچپن کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"زرتشت کے بچپن کے حالات اور تعلیم و تربیت کے متعلق تاریخ بالکل خاموش ہے۔ البتہ شیر خوارگی کے زمانے کی بہت سی روایات ملتی ہیں جن میں زرتشت کی ولادت کے وقت ایران کے کاہن اعلیٰ کے لرزہ براندام ہو جانے کی داستان کے علاوہ کاہنوں کی ان کوششوں کے بھی عجیب و غریب قصے ہیں جس سے وہ زرتشت کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ ان کو بھڑکتی آگ میں ڈالا گیا لیکن وہ جلنے کی بجائے آگ کے شعلوں میں بھٹکتے ہوئے پائے گئے۔ پھر انہیں مویشیوں کے آگے ڈالا گیا تاکہ ان کے پاؤں سے کچل کر ہلاک ہو جائے مگر ایک گائے انہیں ڈھانپ کر کھڑی ہو گئی جب تک جانور وہاں سے گذر نہ گئے۔ ایک مرتبہ ان کے قتل کی سازش ہوئی بھیڑ بکریوں کے آگے چھوڑ دیا گیا مگر جب بھیڑ یے غار کے پاس پہنچے تو زمین میں گڑ گئے۔ دو فرشتے زرتشت کو دودھ پلانے کے لیے بکریوں کی صورت میں نمودار ہوئے"۔ (۱۶)

عرفان حق:

عماد الحسن فاروقی لکھتے ہیں:

"گاتھاؤں میں ان کے کلام سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اوائل عمر ہی سے غوروفکر کے شائق اور حقیقت کے متلاشی تھے۔ زرتشتی روایت کے مطابق تقریباً پندرہ سال کی عمر میں انہوں نے صحرا کے اندر خلوت نشینی اختیار کر لی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک پہاڑ پر تنہائی میں انہوں نے ایک عرصہ دراز تک قیام کیا۔ بہرحال مختلف ذرائع سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی پیغمبری کے اظہار سے پہلے ایک طویل زمانہ زرتشت نے حقیقت اعلیٰ کی تلاش و جستجو اور اس سے وصال حاصل کرنے کی تمنا میں گذارا۔ حقیقت اعلیٰ کی جستجو میں ان کی وابستگی اور جوش و جذبہ کا اندازہ اس کلام سے ہوتا ہے جو اوستا میں محفوظ ہے"۔(۱۷)

مثال کے طور پر لیسنا کے چالیسویں باب کا اکثر حصہ زرتشت کی با تابانہ جستجو کا مظہر ہے اور

کچھ اس طرح کے بیانات پر مشتمل ہے:

"خداوند میرا تجھ سے سوال ہے مجھے سچ سچ بتا دے وہ ذات قدیم جس نے سورج اور ستاروں کے راستے مقرر کیے۔ تیرے سوا کون ہو سکتا ہے جو چاند کو گھٹانے ' بڑھانے کا ذمہ دار ہے۔ مجھے یہ معلوم کرنا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں" آگے چل کر عماد الحسن فاروقی مزید لکھتے ہیں:

" ایک مدت دراز تک جنگلوں اور بیابانوں میں بھٹکتے رہے اور ایمان و ایقان کی تلاش کے بعد تقریباً تیس سال کی عمر میں زرتشت کو خدائے واحد آہور مزدا کا مکاشفہ حاصل ہوا۔ آہورمزدا کے ساتھ مکاشفانہ ملاقات اور اس سے براہ راست ایمان و یقین کی دولت کے حصول کے ساتھ ہی زرتشت کے پیغمبرانہ دور کا آغاز ہوتا ہے۔ خدائے واحد کی معبودیت اور اس کی برتری پر ایمان کے ساتھ ساتھ زرتشت کو یہ یقین بھی حاصل ہوا تھا کہ وہ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اور وہ لوگوں کو دیوتاؤں سے موڑ کر خدائے برتر آہورمزدا کی طرف متوجہ کرے۔ زرتشت نے آہور مزدا کے ساتھ اپنے مکالموں کے دوران نہ صرف اس ذمہ داری کو بخوشی قبول کیا بلکہ اس کا اعلان بھی کیا اور اس سلسلے میں آہورمزدا سے استعانت کی درخواست بھی طلب کی"۔ (۱۸)

تبلیغی کوششیں:

رشید احمد "تاریخ مذاہب" زرتشت کی تبلیغی کوششوں کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

"زرتشت نے اپنے خیالات کی اشاعت میں انتھک کوشش کی۔ لوگوں کو بت پرستی سے باز رکھنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی لیکن بت پرستی کے عادی ایرانی ان دیکھے خدا کو کیسے مان سکتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دس سال تک متواتر کوشش کے باوجود صرف ایک ہی آدمی وہ بھی ان کا چچازاد بھائی ان کا ہم خیال ہو سکا"۔ (۱۹)

عوام سے دلبرداشتہ ہو کر انہوں نے بادشاہوں کے آگے تبلیغ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اس خیال سے وہ بلخ کے بادشاہ وشتاسپ سے ملنے گئے تاکہ ان کے سامنے اپنے خیالات کو پیش کر سکیں۔

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں اس کی وضاحت ملتی ہے:

"At last he converted to his doctrine vishtaspa a local prince but the Gathas shows the much resistance, still was offered to the prophet who in some polces, exhibits sign of anxiety". (20)

عماد الحسن فاروقی زرتشت کی تبلیغی کوشش کے مراحل کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"آخر کار جب زرتشت اپنے ہم وطنوں سے مایوس ہو کر ان کی مخالفت سے تنگ آ گیا تو زرتشت نے مغربی ایران کا رخ کیا جس میں خراسان اور شمالی افغانستان کے علاقے شامل تھے۔ یہاں ایک ریاست کے حکمران وشتاسپ نے جس کا پایہ تخت بلخ میں تھا۔ زرتشت کی تعلیمات میں دلچسپی ظاہر کی اور آخر کار وشتاسپ اور اس کے اکثر امراء نے زرتشتی مذہب قبول کر لیا۔ مگر وشتاسپ کے درباریوں میں ایک جماعت نے زرتشت کی مخالفت کی اور وقتاً فوقتاً زرتشت کے لیے آزمائش کے لمحات پیش کرتی رہی۔ تقریباً چالیس سال کی عمر میں شاہ وشتاسپ کی سرپرستی اور حمایت کے بعد زرتشت کا کام نسبتاً آسان ہو گیا اور اس کے لب و لہجے میں خود اعتمادی اور باطل پرستی کے خلاف ان کی جدوجہد میں زیادہ مضبوط رویہ پیدا ہو گیا"۔ (۲۱)

اسی قسم کے رویے کا اظہار ایسنا کی عبارت سے بھی ہوتا ہے:

" تیرے قوانین کو یاد رکھتے ہوئے ہم ان باتوں کا اعلان کرتے ہیں جن کو باطل پرست اور ایمان والوں کے دشمن سننا بھی نہیں چاہتے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو مزدا خدائے واحد کے پرستاروں کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہیں۔ اگرچہ ہدایت کا راستہ سب کی نظر میں واضح نہیں ہے لیکن میں تم سب کا سامنا کروں گا۔ کیوں کہ آہور مزدا نے مجھے حق و باطل کی قوتوں کے درمیان ثالث مقرر کیا ہے کیوں کہ یہ ہم ہی ہیں جو راہ حق پر ثابت قدم ہیں"۔

رشید احمد لکھتے ہیں:

" زرتشت نے اپنی تعلیمات کی اشاعت کے لیے مختلف ممالک میں وفود روانہ کیے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایران اور توران کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور انجام کا زرتشت کو ایک تورانی نے قتل کر دیا"۔ (۲۲)

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس بھی اس کی وفات کے بارے میں کچھ اس طرح وضاحت کرتا ہے:

"It was followed by a long series of war against the unbelievers. During of war against Zorooster was killed near the alter with the group of priest". (23)

زرتشت کے تصور الہٰ کے بارے میں کافی ابہام پایا جاتا ہے۔ بعض مصنفین کے مطابق زرتشت توحید پر قائم تھے اور خدا کو ایک مانتے تھے۔ جسے وہ آہورامزدا کا نام دیتے ہیں۔ مگر بعض مصنفین کے مطابق وہ ثنویت کے قائل تھے اور دو خداؤں کی تعلیم دیتے تھے جس میں ایک روحِ خیر اور دوسری روح شر جسے وہ انگرومینیو یا اھرمن کا نام دیتے تھے۔

بعض مصنفین کے مطابق:

"زرتشت پہلے توحید پر قائم تھے لیکن آہستہ آہستہ وہ ثنویت کی تعلیم دینے لگے"۔

J.B.Noss اپنی کتاب "Mans Religion" میں لکھتے ہیں:

"The Religion which Zoraster taught was a unique ethical nontheism like the hebrew montheist Moses. He was a great original even though he based himself on inherited beliefs."(24)

یعنی زرتشت کی تعلیمات نے واضح طور پر توحید کا درس دیا۔ اس کے مطابق زرتشت کی تعلیمات اس طرح کی ہیں کہ جس طرح حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کی تھیں۔

Alban Widgray لونگ ریلیجن اینڈ ماڈرن تھاٹ میں لکھتے ہیں:

"Zoroster the prophet of the same type as Moses and Muhammad. He preached a monthistic view of the religion

which he presented as a...."(25)

یعنی زرتشت اسی طرح کے پیغمبر تھے جس طرح کے حضرت موسیٰ اور حضرت محمدؐ اور زرتشت نے توحید کی تبلیغ کی اور سچا مذہب پیش کیا۔

G.F. Moore ہسٹری آف ریلیجن میں لکھتے ہیں:

"Ahura Mazda is supreme God. He is the creater. Ahura Mazda respledent and glorious. The greatest best, most beautiful of beings, the most costant wiser, most perfect of form, supreme in righteousness, knowing to do good, giving joy at his good pleasure. He creates us, formed us and sustains us, who is the most beneficient spirit". (26)

یعنی کہ زرتشت کے ہاں تصور توحید موجود ہے۔ زرتشت کے مطابق خدا ایک ہے وہ عظیم ہے وہ سب سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہی دنیا کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہ مکمل ہے۔ عقل مند ہے نیکی میں عظیم ہے، جاننے والا ہے۔ ہمیں تخلیق کرنیوالا ہے۔ وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اس کی خوبصورتی ہمیشہ رہنے والی ہے۔

What world teach? E. G. Parinder میں لکھتے ہیں:

"There to personal confrontation with God, which is much more akin to the Hebrew and Arab prophet". (27)

یعنی کہ زرتشت کے مذہب کا تعلق بھی خدا کے ساتھ ایسا ہی تھا جس طرح عبرانی اور عربی پیغمبر کا تعلق خدا کے ساتھ تھا یعنی توحید پرست تھا۔

گاتھاؤں کے مطالعہ سے بھی زرتشت کی تعلیمات سامنے آتی ہیں ان میں سب سے نمایاں اور مرکزی اہمیت کی حامل ایک خدائے واحد آہورمزدا کا تصور اور اس کے معبودِ برحق ہونے پر اصرار ہے۔ اگرچہ ایران کے قدیم مذہب میں بھی آہورامزدا مافوق الفطرت ہستیوں کی ایک قسم تھی جن کی پرستش قدیم آریائی مذاہب کا ایک حصّہ بن چکی تھی۔ لیکن زرتشت کی یہ خصوصیت تھی کہ اس نے متعدد آہوراؤں میں سے جس کو پہلے سے مانتے تھے۔ آہورامزدا کے ہی معبود حقیقی اور خدائے واحد ہونے کا اعلان کیا اور اس کی ایسی خصوصیات

پیش کیں جن سے ایک ہستی کے مالک دوجہاں اور بندگی کے لائق ہونے کا تصوّر بالکل واضح ہو گیا۔

گاتھاؤں میں زرتشت ایک جگہ لکھتے ہیں:

"ابتدا میں جب مجھے تیری معرفت حاصل ہوئی۔ اے مزدا! یقین کامل ہو گیا کہ تو ہی کائنات میں فاعل مطلق ہے۔ تو ہی نیک خیال کا مالک اور نظم کائنات کا خالق ہے اور تو ہی انسان کے افعال کا نگران ہے"۔

عماد الحسن فاروقی "دنیا کے بڑے مذاہب" میں بیان کرتے ہیں:

"زرتشت کے تصوّر الہ میں آہورامزدا کی اہم خصوصیات کو متعیّن شخصیات کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو مثال کے طور پر گاتھاؤں میں مذکور سات متبرک شخصیات جن کو "امیشا اسپنتا" کہا جاتا ہے۔ آہورامزدا کی عقیدت اور محبت میں حصّہ دار معلوم ہوتی ہیں۔ یہ سات مشترک شخصیات یہ ہیں:

۱- روح القدس

۲- نیک خیال

۳- راستی اور نظم کائنات

۴- مکمل اختیار

۵- عقیدت اور اخلاص

۶- درجہ کمال بے عیبی

۷- بقائے دوام

آہورامزدا کی یہ خصوصیات اگرچہ اپنے معنی اور نوعیت کے لحاظ سے مقدس ہستیوں سے زیادہ آہورمزدا کی خصوصیات معلوم ہوتی ہیں۔ ایک گاتھا میں ان کا تذکرہ اس طرح سے کیا گیا ہے کہ یہ صفات آہورامزدا سے الگ اپنی ایک حقیقی شخصیت رکھتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ نیز گاتھاؤں کی ظاہری عبادت اور طرز تخاطب کے پیش نظر زرتشت کی توحید پر شک کی پرچھائیاں پڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں"۔ (۲۸)

علامہ محمد اقبال "فلسفہ عجم" میں لکھتے ہیں:

" ثنویت کے فلسفے کا آغاز افلاطون کے شہرہ آفاق شاگرد ارسطو سے ہوتا ہے۔ اس فلسفے کا عقیدہ یہ ہے کہ بے شک اچھی اور پاکیزہ چیزوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ بری چیزوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں۔ بلکہ ایک قوت ہے جو اس کے متوازی کام کرتی ہے"۔

زرتشت کی تعلیمات کے بارے میں J.B.Noss لکھتے ہیں:

"زرتشت پہلے توحید پر قائم تھے مگر ان کے ہاں روح شریفی اینگرو مینسیو جو کہ پہلے آہورامزدا کا صرف مخالف تھا آہستہ آہستہ شریک کار بن گیا۔ تو زرتشت عقیدہ توحید سے ہٹ کر شرک میں مبتلا ہو گئے۔ زرتشت کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ روح خیر اور روح شر جڑواں چیزیں ہیں اور دندیداد کے مطابق روح شر کا نام اہرمن اور روح خیر کا نام یزدان ہے"۔ (۲۹)

اے ہسٹری آف ریلیجن ایسٹ اینڈ ویسٹ میںTrevor نے زرتشت کی ثنویت کے بارے میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے :

"زرتشت کا عقیدہ توحید کا نہیں ہے بلکہ عقیدہ ثنویت ہے جس کے مطابق کائنات میں دو برابر قوتیں ہیں ایک روح خیر اور دوسری روح شر"۔ (۳۰)

یوں محققین اور مصنفین کی یہ آراء اور بحث زرتشت کے عقیدہ ثنویت پر روشنی ڈالتی ہے مگر کیوں کہ اسلام کا تصور الہ جو اس قسم کے مشکوک و شبہات سے بالکل پاک ہے۔ زرتشت کے تصور توحید کی نفی کرتا ہے۔

زرتشت کا فلسفہ خیر و شر کے مقابلے میں اگرچہ اسلام کا تصور الہ دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے توحید کا واضح ، صاف اور نکھرا تصور دیا ہے۔ زرتشت کے اس فلسفے کے مقابلے میں قرآن حکیم دو خداؤں کا ردّ کرتا ہے جیسا کہ سورۃ انبیاء میں ارشاد ہے۔

لو كان فيهما الهة إلّا الله لفسدتا. (۳۱)

دوسری جگہ خیر و شر کے مقابلے میں سورۃ البقرہ میں خدا کی وحدانیت کو اس طرح پیش کیا گیا:

والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم۔ (۳۲)

ویسے بھی یہ بات کس طرح ممکن نظر آتی ہے کہ زاد اور خود مختار خدا کی ہمیشہ ہر معاملے میں دوسرے خدا کے [illegible] اسی یکسانیت اور توازن کے نہیں چلایا جا سکتا کیوں کہ اگر دو خدا ہوں تو قدم قدم پر ان کے ارادوں اور منصوبوں میں تضاد پیدا ہو جائے۔ اس طرح قرآن حکیم کی مکمل ایک سورۃ' سورۃ اخلاص اللہ تعالیٰ کی یکتائی کو پیش کرتی ہے۔

قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد ۔ لم یلد۔ ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفواً احد۔ (۳۳)

اور اس سلسلے میں یہ سورۃ صاف طور پر اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے میں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی جھگڑا کرنے کی ضرورت ہے۔

حالی نے کہا:

ہندو سے لڑیں نہ گبر سے بیر کریں
شر سے بچیں اور شر کے عوض خیر کریں
جو کہتے ہیں یہ کہ ہے جہنم دنیا
وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں (مسدس حالی)

قرآن مجید میں خدا کی عبادت کی دعوت اس طرح دی گئی ہے۔

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الّذی خلقکم والّذین من قبلکم۔ (۳٤)

ان اللہ علی کل شئی قدیر کہہ کہ اللہ کی اہم صفت کو بیان کر دیا۔ (۳۵)

اس کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل میں ہے:

وقل الحمد للہ الّذی لم یتخذو ولدا ولم یکن لّہ شریک فی الملک۔(۳٦)

کہہ کہ اللہ تعالیٰ کی توحید صفات کو اس طرح واضح کر دیا۔

علامہ اقبالؒ نے بھی فرمایا:

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری (۳۷)

عقیدہ ثنویت کا رد سورۃ النحل میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

وقال اللہ لا تتخذوا الهین اثنین إنّما الهکم إله واحد . (۳۸)

اسی طرح سورۃ الحدید مکمل طور پر خدا کی وحدانیت اور عقیدہ ثنویت کا ردّ پیش کرتی ہے۔

سبح للّه ما فی السمٰوٰت والأرض وهو العزیز الحکیم. له ملك السمٰوٰت والأرض یحیی ویمیت وهو علی کل شئی قدیر. هو الأول والآخر والظّاهر والباطن وهو بکل شئی علیم. (۳۹)

قرآن حکیم میں آیۃ الکرسی بھی اس بات کی مکمل دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق اور مالک ہے اور وہی تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔

اللّه لا اله الا هو الحیی القیوم. لا تأخذه سنة وّلا نوم.....وهو العلیّ العظیم. (۴۰)

اس کے علاوہ سورۃ الحشر میں اللہ تعالیٰ کی صفات اس طرح پیش کی گئی ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام میں ثنویت کا کوئی تصور نہیں۔

هو اللّه الّذی لا اله إلّا هو الملك القدّوس السلام المومن المهیمن العزیز الجبّار المتکبر سبحان اللّه عمّا یشرکون. (۴۱)

اس کے علاوہ سورۃ انعام میں بھی اللہ کی وحدانیت ثابت کی گئی ہے۔

وهو القاهر فوق عباده وهو الحکیم الخبیر. (۴۲)

اسلام میں بھی شر کا تصوّر ملتا ہے اور اسلام شر کو شیطان کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اسلام بھی شیطان کی شخصیت کا قائل ہے جو شر اور فساد کرتا ہے مگر شیطان خالقِ شر نہیں۔

آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"من شهد أن لا اله الا اللّه وحده لا شریك له وأن محمدا عبده ورسوله.... أدخله اللّه الجنة. (۴۳)

اسلام نے ثنویت کے مقابلے میں الوہیت کا تصور پیش کیا ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں ملتا۔ کیوں کہ ایک ایسا مکمل اور واضح تصور ہے جس کے مطابق مسلمانوں کا الہٰ جو

بے نیاز ہے' القیوم ہے۔ اس کا علم سب پر محیط ہے اور الوہیت کی صفات تقسیم کے قابل نہیں ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد "اسلامی نظریہ حیات" میں لکھتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ انسان سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسی سے خوف کھائے اور اسی سے امید رکھے۔ اور انسان کی زندگی خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی توحید کے تصور سے یکسر بدل جاتی ہے۔ اسلام کا عقیدہ توحید انسان کو آزادی اور حریت کا وہ مقام عطا کرتا ہے جس کا وہ اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت سے مستحق ہے۔ اس کے علاوہ خودداری' عزت نفس' قناعت' بے نیازی' عزم و حوصلہ' صبر و تحمل اور خدا کے قانون کا پابند بناتا ہے۔ اس وقت اقوام عالم میں جو افراتفری ہے اس کا سبب یہ ہے کہ نہ تو خدا مشترک ہے نہ آدم۔ ہر قوم کا خدا مختلف ہے۔ اس کی نسل الگ ہے۔ اس کی شہریت جدا ہے۔ جب تک قوموں کے دماغ سے اس چیز کو نکال نہ دیا جائیگا تو کوئی رشتہ بھی مشترک نہیں ہو سکتا۔ مشترکہ رشتہ ایک ہی ہے کہ ہم سب خدا کو مانیں"۔ (۴۴)

کیوں کہ:

"یہ سرد و گرم' خشک و تر' اجالا اور تاریکی
نظر آتی ہے سب میں شان اسی ایک ذات باری کی
وہی ہے کائنات اور اس کی مخلوقات کا خالق
نباتات و جمادات اور حیوانات کا خالق
وہی خالق ہے دل کا اور دل کے نیک ارادوں کا
وہی مالک ہمارا اور ہمارے باپ داداؤں کا۔ (۴۵)

☆☆☆

مراجع و مصادر

1- Encyclopaedia Americana, Vol. 29, p.732

۲- مظہر الدین صدیقی، اسلام اور مذاہب، ص ۳۷

3- Encyclopaedia Britannica, Vol. 23, p.986-987

۴- ڈاکٹر عبدالرشید، ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ، ص ۲۳۱

۵- رشید احمد، تاریخ مذاہب، ص ۱۵۳

۶- مظہر الدین صدیقی، اسلام اور مذاہب عالم، ص ۳۸

7- Encyclopaedia Britannica, Vol. 23 p.987

۸- دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۳، ص ۶۲۷

۹- عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذہب، ص ۱۵۹

۱۰- ڈاکٹر عبدالرشید، ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ، ص ۲۳۱

۱۱- اسلام اور مذاہب عالم، ص ۳۶

۱۲- تاریخ مذاہب، ص ۱۵۳

۱۳- دنیا کے بڑے مذہب، ص ۱۵۸

14- G.F More, History of Religions, Vol. 1, pp.361-362

15- The Encyclopaedia of Religion, vol. 15, pp.579-580

۱۶- تاریخ مذاہب، ص ۱۵۴

۱۷- دنیا کے بڑے مذہب، ص ۱۶۰-۱۵۹

۱۸- ایضاً

۱۹- تاریخ مذاہب، ص ۱۵۵-۱۵۴

20- Encyclopaedia of Religions and Ethics, vol. 12, p.862

۲۱- دنیا کے بڑے مذہب، ص ۱۶۱

۲۲- تاریخ مذاہب، ص ۱۵۴

23- Encyclopaedia of Religions and Ethics, vol. 12, pp.862-862

24- J.B. Noss, Man's Religion, p.440

25- Alban Widgray, Living Religion and Modern Thought, p.136

26- G.F.Moore, History of Religion, Vol.1, p.380

27- E.G.Prinder, What world teach? p.115

۲۸- دنیا کے بڑے مذہب، ص ۱۶۸-۱۶۹

29- Man's Religion. p.451

30- Travor Ling, A History of Religion East and West, p.77

۳۱- الانبیاء ۲۱: ۲۲

۳۲- البقرہ ۲:۱۶۳

۳۳- الاخلاص ۱:۱۱۲-۴

۳۴- البقرہ ۲:۲۱

۳۵- البقرہ ۲:۲۰

۳۶- بنی اسرائیل ۱۷:۱۱۱

۳۷- علامہ محمد اقبالؒ، بانگ درا (خضر راہ)، ص: ۲۶۱

۳۸- النحل ۱۶:۵۱

۳۹- الحدید ۵۷:۱-۳

۴۰- البقرہ ۲۱:۲۵۵

۴۱- الحشر ۵۹:۲۳-۲۴

۴۲- الانعام ۶:۱۹

۴۳- صحیح البخاری (اردو ترجمہ)، کتاب بد، الخلق، ج۲، ص ۳۴۸

۴۴- پروفیسر خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، ص ۳۱۵-۳۱۶

۴۵- حفیظ جالندھری، شاہنامہ اسلام، ج۱، ص ۱۷

☆☆☆